عورت کی حفاظت

اقبالؒ

ایک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

لکھنؤ کا مشہور و معروف خوشبودار، خوش ذائقہ، مفید صحت زردہ

رائل زردہ | اکسٹرا اسپشل رائل زردہ | اسپشل زردہ

نمبر ۷۰۱ اور نمبر ۵۰۱

ہمیشہ استعمال کیجئے

بنانے والے رائل زردہ فیکٹری سعادت گنج لکھنؤ نمبر ۴

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر نے تنویر پریس باغ گونگے نواب لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان امین آباد لکھنؤ سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

MONTHLY RIZWAN

LUCKNOW India

۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

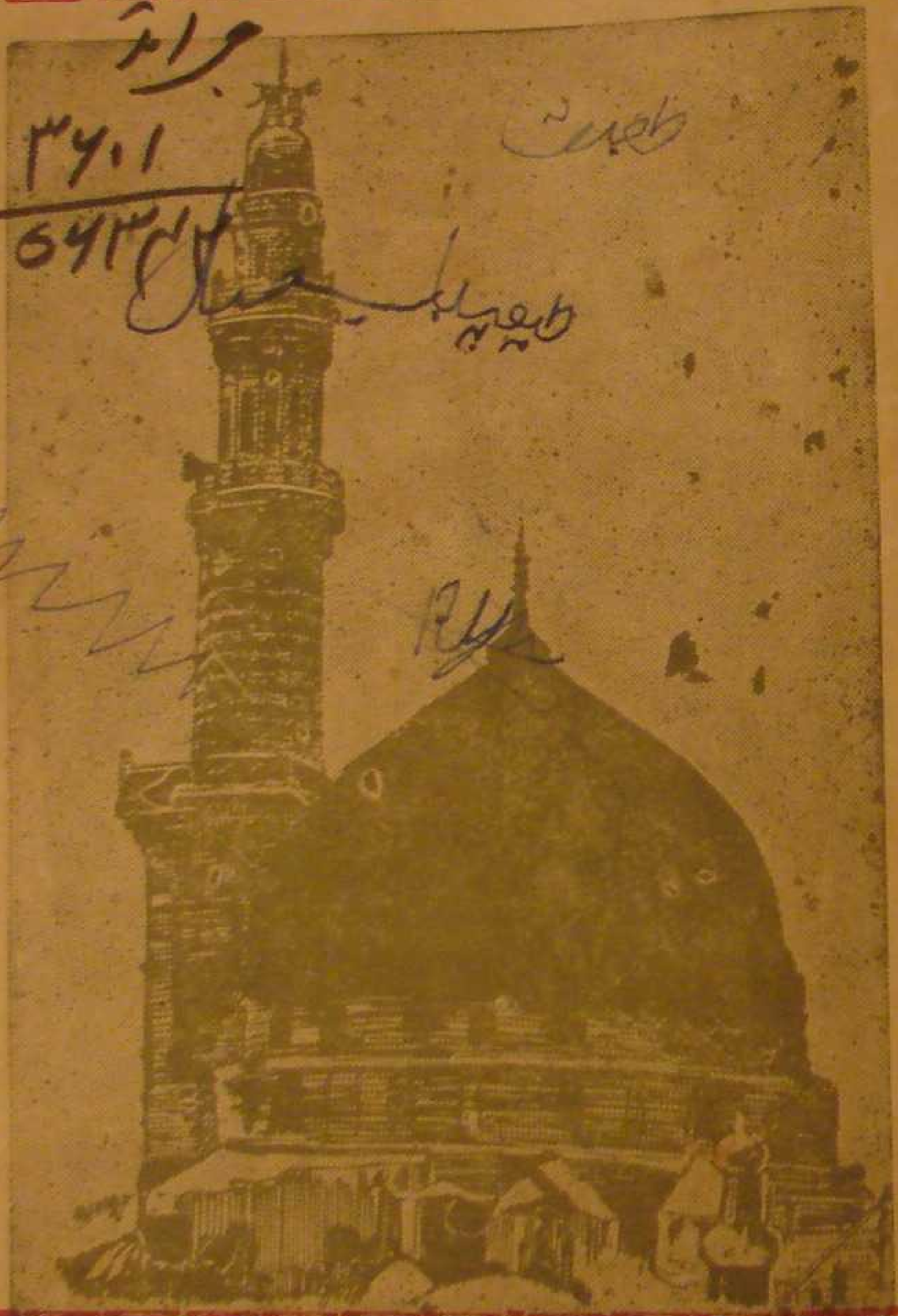

August 1973

R. No. 2416/57

Regd. No. L 197

ماہنامہ رضوان

MONTHLY RIZWAN

LUCKNOW India

۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

تیل کا تیل دوا کی دوا

ہر موسم میں استعمال کیلئے

فون نمبر ۲۹۱۷۳

صبا کا ہیر آئل

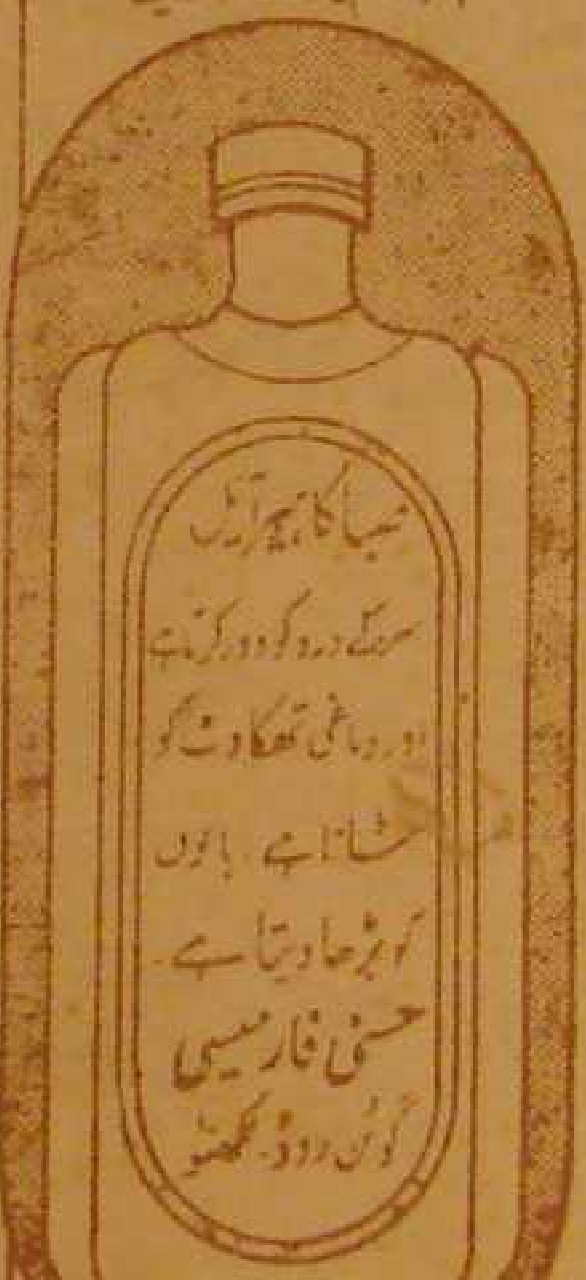

صبا کا ہیر آئل

صبا کا دور کرتا ہے تھکاوٹ — مٹا دیتا ہے دردِ سر صبا کا

صبا کا بال کو کرتا ہے کالے — بڑھا دیتا ہے بال اکثر صبا کا

صبا کا دل کو پہونچاتا ہے فرحت — ہے خوشبودار خوش منظر صبا کا

صبا کا کو لگائیں مرد و زن سب — کہ سب تیلوں سے بڑھ کر صبا کا

صبا کا ہے ہیر آئل دوا بھی — ضرورت ہے کہ ہو گھر گھر صبا کا

صبا کا کو خریدو اور لگاؤ

لگانا سر پہ ہے بہتر صبا کا

قیمت: دو روپیہ پچاس پیسے

تیار کردہ: حسنی فارمیسی گوئن روڈ لکھنؤ

only cover printed at Sarkar Press Lucknow.

مسلم خواتین کا دینی اور اخلاقی ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد ۱۷	اگست ۱۹۷۳ء رجب ۱۳۹۳ھ	نمبر ۸

مدیر

محمد ثانی حسنی

معاون

امۃ اللہ تسنیم

چندہ سالانہ

ہندستان کے لیے

۶ روپے

بیرونی ممالک کے لیے بحری ڈاک

۱۰ شلنگ

فی پرچہ ۶۰ پیسے

اس خانے میں سرخ نشان ہے تو سال خریداری آپ کا ختم ہو چکا ہے براہ کرم اس نشان کو دیکھتے ہی آئندہ کا زر تعاون جلد ارسال فرمائیں ورنہ اگلے ماہ کا پرچہ وی پی سے ارسال ہوگا جس میں ۱.۲۰ پیسے زائد خرچ ہوں گے اس سے بچنے کے لیے اپنا زر تعاون بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں

منیجر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ ۱

کیا اور کہاں

۱	اپنی بہنوں سے	محمد ثانی حسنی	۳
۲	نماز	مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقیؒ	۵
۳	دلی دعائیں	مولانا محمد منظور نعمانی	۷
۴	نعت	تسنیم فاروقی	۹
۵	ام المومنین حضرت عائشہؓ	ادارہ	۱۰
۶	اس زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ	ام عطیہ	۱۴
۷	دیر ہے اندھیر نہیں (افسانہ)	میمونہ تزئین	۱۸
۸	ہماری ڈاک	ادارہ	۲۸
۹	جہاں نما	سید سلمان	۲۹
۱۰	میرے پسندیدہ اشعار	محمد اسحٰق منصورپوری	۳۲
۱۱	ناریل	ہارون رشید صدیقی	۳۳
۱۲	تمباکو	"	۳۵
۱۳	سوال و جواب	مولانا خطیب احمد ندوی	۳۷
۱۴	نیک بیوی کی صفات	ادارہ	۳۹
۱۵	عورت کی حفاظت	اقبالؒ	۴۰

اپنی بہنوں سے

محمد ثانی حسنی

جو مسلمان بہنیں دین کا کچھ نہ کچھ علم رکھتی ہیں یا دینی جذبہ کی دولت سے مالامال ہیں ان پر اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ان بہنوں اور ملنے والیوں کو بھی دین کی باتیں بتلائیں جو دین سے غافل ہیں اور اچھے برے کی تمیز نہیں رکھتیں، اس لیے کہ دین کی خدمت، اس کی حفاظت اور اشاعت مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں پر بھی فرض ہے اگر بہنیں اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنی طاقت بھر کوشش کریں تو مسلمان گھرانوں کی بہت سی خرابیاں اور کمزوریاں دور ہو سکتی ہیں۔ اور عورتوں کے ساتھ ساتھ بچے بھی سیدھے اور سچے راستہ پر چل کر دین کے سچے خادم بن سکتے ہیں۔

بہنیں اپنے روزمرہ کے کاموں اور گھر گرہستی کے بکھیڑوں کے ساتھ ساتھ تعلیم و تبلیغ کا کام بھی بخوبی انجام دے سکتی ہیں۔ آنے جانے والیوں اور پاس کی اٹھنے بیٹھنے والیوں کا ایک سلسلہ رہتا ہی ہے۔ جہاں چار بہنیں جمع ہوئیں ادھر ادھر کی باتیں چھڑ جاتی ہیں۔ ایسے موقعوں اور محفلوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور غلط اور بے کار باتوں کے بجائے پاک بیبیوں کے موثر واقعات اور ان کی دینی خدمتوں کے تذکرے سنائے جائیں اور اللہ و رسول کے احکام پر توجہ دلائی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ عام عورتوں میں دینی جذبات نہ پیدا ہوں اور وہ اپنی زندگی کو ٹھیک نہ کریں، اس کام کے لیے کسی بڑے انتظام اور اہتمام کی ضرورت نہیں اور نہ کسی زیادہ علم اور سمجھ کی ضرورت

ہے نہ دولت اور طاقت کی حاجت ہے، دین کی جو بات جس کو معلوم ہو وہ دوسروں کو بتلائے اور جو نہ معلوم ہو وہ دوسری جاننے والی بہنوں سے معلوم کریں اور کم سے کم حرام اور حلال میں تمیز کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو حقوق رکھے ہیں وہ جانے اور ادا کرے۔ صحابی بیبیاں سب عالم اور فاضل نہ تھیں۔ لیکن ان سب کی یہ کوشش رہتی تھی کہ دین کی معلومات حاصل ہوں۔ اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت اور حقوق کی ادائگی ہو سکے۔ وہ اپنی ان کوششوں میں کامیاب ہوئیں، اور انھوں نے دین کی بڑی خدمتیں کیں۔ ان بیبیوں نے اسلام کے پھیلانے اور دوسروں کو سیدھے راستہ پر لگانے میں اپنے مسلمان بھائیوں کا بڑا ہاتھ بٹایا۔ حضرت عمرؓ اپنی بہن حضرت فاطمہ ہی کوشش سے مسلمان ہوئے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے جب ام سلیم سے نکاح کی خواہش کی تو ام سلیمؓ نے شرط لگائی کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ وہ مسلمان ہو گئے اور نکاح ہو گیا۔ ام سلیم نے اپنا مہر معاف کر دیا۔ اور کہا کہ میرا مہر اسلام ہے۔ فتح مکہ کے وقت عکرمہ ابن ابو جہل جو اسلام کے سخت ترین دشمن تھے یمن بھاگ گئے ان کی بیوی ام حکیمؓ ان کے پیچھے یمن گئیں اور ان کو واپس لا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اور وہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت ام شریکؓ کا یہ مشغلہ تھا کہ قریش کی عورتوں میں چھپ چھپ کر اسلام کی دعوت دیتیں۔ ان کی کوششوں کی وجہ سے قریش کی بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آخر کار قریش نے ان کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ ہیں چند مثالیں ان پاک بیبیوں کی جن پر تمام بہنیں فخر کرتی ہیں۔ اور ان کی غلامی اپنی سعادت سمجھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں بہنوں کو بھی ان پاک بی بیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ دین کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین

قرآن سمجھ کر پڑھئے

نماز

حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی رح

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ط (عم۔ سورہ لم یکن)

(ترجمہ) اور نہیں حکم دیا گیا ان کو سوا اس کے کہ عبادت کریں اللہ کی درآنحالیکہ خالص کرنے والے ہوں اس کے لیے عبادت کو یکسو ہو کر اور قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ دین ہے (شریعت) قیمہ (یعنی مضبوط) کا۔

ف۔ اس آیت کے اوپر یہ بیان ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے مگر آپ کے تشریف لانے کے بعد بجائے اس کے کہ آپ کی اطاعت کرتے شرارت پر کمربستہ ہو گئے اس کے بعد اس آیت میں آپ کی تعلیمات کا تذکرہ فرمایا اور آپ کی تعلیم کو تین سبقوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلا توحید کا۔ دوسرا نماز کا تیسرا زکوٰۃ کا اور

اس کے بعد فرمایا یہ شریعت قیمہ کا دین ہے یعنی تمام انبیاء کی تعلیم یہی تھی۔ اس تعلیم سے انکار کی وجہ سوا شرارت کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا سبق نماز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم انھیں تین چیزوں میں منحصر تھی۔ ان کے علاوہ جو کچھ تعلیم فرمائی وہ انھیں کی شاخیں ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابو سفیان کہتے تھے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہرقل شاہ روم کے نام گیا تو ہرقل نے ابو سفیان اور ان کے ساتھیوں کو جو اس وقت بغرض تجارت وہاں گئے ہوئے تھے بلا کر کچھ حالات آپ کے دریافت کئے۔ منجملہ ان کے ایک بات یہ پوچھی کہ:- وہ کس بات کا تم کو حکم دیتے ہیں؟ ابو سفیان نے کہا کہ: وہ ہم کو نماز کا، زکوٰۃ کا اور اپنے قرابت مندوں سے نیک سلوک کرنے کا اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ ہرقل نے کہا "جو باتیں تم نے بیان کیں اگر سچ ہے تو بیشک وہ نبی ہیں۔

مفید ترین کتابیں

زاد سفر (حصہ اول)	۲/۵۰	تعلیم الدین	۱/۵۰
خصائل نبویؐ	۶/-	طب نبوی	۲/-
موج تسنیم	۱/-	پردہ	۴/۵۰

ملنے کا پتہ: ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

حدیث کی روشنی میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

وقتی دعائیں

مولانا محمد منظور نعمانی

بادل گرجنے اور بجلی چمکنے کے وقت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک سنتے تو اللہ سے دعا کرتے

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

(ترجمہ) اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ختم نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت دے۔ (جامع ترمذی)

بادل اور بارش کے وقت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ آسمان پر بادل چڑھتا دیکھتے تو رسول اللہ کا یہ حال ہو جاتا کہ جس کام میں آپ مشغول ہوتے اس کو چھوڑ کر بادل کی طرف رخ کر لیتے۔ اور اللہ سے دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ

(ترجمہ) اے اللہ اس بادل میں جو شر ہو اس سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں:
اگر وہ بادل برسنے لگتا تو دعا فرماتے کہ اَللّٰھُمَّ سَقْیًا نَافِعًا (اے اللہ اس بارش سے پوری سیرابی کردے اور اس کو نفع مند بنا (سنن ابی داؤد)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش ہوتی دیکھتے تو اللہ تعالےٰ سے دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا (اے اللہ بھرپور اور نفع مند بارش ہو)۔ (صحیح بخاری)

بارش کے لئے دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ ہاتھ اٹھائے بارش کے لیے دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ بارگاہِ خداوندی میں عرض کر رہے تھے اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ آجِلٍ (اے اللہ ہم پر ایسی بھرپور بارش نازل فرما جو زمین کے لیے موافق اور سازگار ہو۔ کھیتوں میں سرسبزی اور شادابی لائے اس سے نفع ہی نفع ہو نقصان بالکل ہی نہ ہو اے اللہ جلدی نازل فرما دیر نہ ہو)۔
حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ کے دعا کرتے کرتے آسمان پر گھٹا چھا گئی اور بھرپور بارش ہوئی۔ (سنن ابی داؤد)
تشریح: بارش کا حال بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ تباہیاں اور بربادیاں بھی آتی ہیں۔ اور مخلوق کے لیے وہ سامان حیات بنکر بھی برستی ہے۔ اس لیے جب بارش ہو تو خدا پر ایمان رکھنے والے بندوں کو دعا کرنی چاہیئے کہ بارش نفع مند اور رحمت بنکر برسے۔

نعت

تسنیم فاروقی

گم کردہ منزل ہو اغیار کے سایے میں
آجاؤ محمدؐ کے کردار کے سایے میں

سرکار کے سایے پر کیوں بحث کریں واعظ
جزو نور نہیں ممکن انوار کے سایے میں

صدیقؓ کی عظمت کا وہ غار بھی شاہد ہے
کونین کا سورج تھا جس غار کے سایے میں

اعجاز عمرؓ یہ تھا خطبہ میں پکار اُٹھے
اے ساریہؓ آجاؤ کہسار کے سایے میں

معراجِ شہادت ہے عثمانؓ کا خون اب تک
قرآن نے لب چوما تلوار کے سایے میں

حیدرؓ سے تو سیکھا ہے شمشیر نے انگڑائی
تقدیر سنبھلتی ہے کرارؓ کے سایے میں

تسنیم یہ سنتے ہیں ایمان کی کسوٹی ہے
مومن کے آقا کی دیوار کے سایے میں

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ کا اسم گرامی عائشہ اور لقب صدیقہ و حمیرا ہے۔ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کو متبنیٰ یعنی منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ اس لیے ام عبداللہ بھی کہلاتی تھیں۔ والد ماجد حضرت ابو بکر رضؓ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت خولہ بنت حکم نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت عائشہؓ کے لیے حضور کا پیغام کہلوایا۔ جسے حضرت ابو بکرؓ نے منظور فرمالیا۔ اور نکاح پڑھا دیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال تھی۔ تین سال بعد شوال ہی میں رخصتی ہوئی حضور اس وقت ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آچکے تھے۔

اس نکاح سے قبل عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے نکاح درست نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے پیغام پاتے ہی دریافت فرمایا تھا کہ کیا یہ جائز ہے۔ عائشہؓ تو ان کی بھتیجی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انت اخ فی الاسلام" تم تو صرف مذہبی بھائی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اصل میں محرم بھتیجی

وہ ہے جو حقیقی بھائی کی بیٹی ہو۔ اسی طرح عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے اس نکاح سے ان دونوں غلط رسموں کی اصلاح ہوگئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غزوہ احد اور غزوہ مصطلق میں شریک ہوئیں اور زخمیوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی انجام دی۔

بے شک امہات المومنین زہد و تقویٰ میں بڑا اعلیٰ مقام رکھتی تھیں لیکن بہر حال وہ غیر نبی تھیں۔ فتوحات اور مال غنیمت کے ایثار دیکھ کر جی چاہ ہی گیا کہ پھر تنگی سے کیوں گزر ہو اور حضور سے زائد مصارف کا مطالبہ کر بیٹھیں حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی تنبیہ پر انکی صاحبزادیوں نے اپنے مطالبات واپس لیلئے لیکن اور ازواج مطہرات اپنے مطالبات پر قائم رہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی اور آپؐ نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے نہ بولنے کا عہد کرلیا اور پھر اسے پورا کیا۔ بعد ایک ماہ آپؐ جب امہات المومنین سے ملے تو سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے ملے۔ اور خدا کا حکم سنایا۔ کہ تم لوگ دنیا و آخرت میں سے ایک چیز اختیار کرلو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا میں خدا و رسول کو چاہتی ہوں۔ پھر تو تمام ازواج مطہرات نے یہی جواب دیا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ۴۸ سال زندہ رہیں۔ اللہ کا حکم یہ ہے کہ نبی کی ازواج ان کے بعد نکاح نہیں کرسکتیں خلفائے راشدین آپ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت پر کچھ غلط فہمیاں ہوگئیں۔ آپ حضرت علی کے مقابلہ پر آگئیں۔ آپؓ کے

ساتھ بزرگ صحابہ کی خاصی جماعت تھی۔ حضرت علیؓ سے گفتگو ہوئی۔ غلط فہمی دور ہوئی۔ لیکن حضرت علیؓ کی فوج میں حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے والے اور اسلام کے خلاف سازش کرنے والے چھپے ہوئے تھے۔ ان کو یہ صلح و صفائی پسند نہ آئی اور انھوں نے سازش کر کے رات میں پھر غلط فہمیاں پیدا کر دیں یہاں تک کہ لڑائی چھڑوا دی۔ جس میں بڑے اچھے اچھے لوگ شہید ہو گئے۔ اس لڑائی میں حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ اس لیے یہ لڑائی اسی اونٹ کی نسبت سے "جنگ جمل" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ بعد میں اس لڑائی کا دونوں طرف بہت افسوس رہا۔ حضرت عائشہؓ تازندگی پھر اس جنگ پر کڑھتی اور روتی رہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے آخری زمانۂ خلافت میں جب کہ آپ سرسٹھ برس کے سن کو پہنچ چکی تھیں رمضان ۵۸ھ میں رحلت فرمائی۔ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت دفن کی گئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔ اور قبر میں قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمان، عبداللہ بن عتیق عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر نے اتارا۔ آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔

علم و فضل میں چند صحابہؓ کو مستثنیٰ کر کے تمام صحابہ پر فوقیت رکھتی تھیں امام زہری فرماتے ہیں: "عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے (علمی) سوالات کیا کرتے تھے۔" خلفائے راشدین کے زمانے میں آپ فتوے دیا کرتی تھیں۔ آپ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں بڑے مشکل اور ادق مسائل آپؓ نے حل کیے ہیں۔ طب میں بھی کچھ معلومات

رکھتی تھیں۔ تاریخ عرب میں تو وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ اسلامی تاریخ کے بعض اہم واقعات بھی آپ سے منقول ہیں۔ ادبی حیثیت سے آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کا کلام فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہے۔ خطابت میں بھی کمال رکھتی تھیں۔

آپ نہایت قانع تھیں، غیبت سے سخت پرہیز تھا۔ احسان قبول کرنے سے بچتی تھیں۔ خودداری بدرجہ اتم تھی۔ بڑی شجاع اور دلیر تھیں۔ بڑی سخی و فیاض تھیں۔ ایک بار حضرت امیر معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے اس دن آپ کا روزہ تھا۔ شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیا۔ لونڈی نے عرض کیا افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا؟ ایک بار ان کے بھانجے نے کہہ دیا تھا کہ خالہ کا ہاتھ روکنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ان سے نہ بولنے کی قسم کھالی پھر بڑی منتوں اور کوششوں کے بعد ان سے بولنا شروع کیا۔ اگرچہ قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ پھر بھی وہ اکثر اس قسم توڑنے پر رویا کرتیں۔ بڑی عبادت گزار تھیں۔ حضورؐ کے ساتھ برابر تہجد میں شریک ہوتیں۔ رمضان میں تراویح کا بڑا اہتمام تھا۔ اکثر روزے رکھا کرتی تھیں ہر سال حج فرماتیں۔ غلام خرید کر آزاد کرتیں۔ آپؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔ آپ کی پاکدامنی میں قرآن مجید کی آیات اتریں۔ اللہ تعالیٰ ہم گنہگار مسلمانوں کو بھی ان کے فیوض و برکات سے نوازے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے اور ہماری مائیں، بہنیں اور بہو بیٹیاں بھی ان کی تعلیمات سے فائدہ پائیں۔

اس زمانے کا سب سے بڑا فتنہ

ام عطیہ

کون انسان ہے جو اپنے دشمنوں سے بے فکر رہتا ہے۔ جو جس سطح کا ہے اپنے دشمنوں سے بچنے کی کوشش اسی اعتبار سے کرتا ہے، ہم اپنی جائداد ہڑپ کر جانے والے سے ہوشیار رہتے ہیں۔ اپنے جسم کو نقصان پہنچانے والوں سے خبردار رہتے ہیں۔ چور ڈاکوؤں سے بچنے کی ترکیب کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ کھٹمل مچھر اور پسو ختم کرانے کی مہم چلاتے ہیں۔ شیر چیتوں سے حفاظت کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ لیکن اگر نہیں فکر کرتے ہیں تو سب سے بڑے دشمن شیطان اور اس کے وزیر نفس امارہ کی، جو انسان کی ہمیشہ ہمیش والی زندگی کو تباہ کر دینے کی قسم کھا چکا ہے۔ اور اس کے لیے پوری قوت کے ساتھ ہمہ وقت سرگرم عمل رہتا ہے۔ حضرت ذوق نے سچ ہی فرمایا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

شیطان نے بے شمار محاذ قائم کر رکھے ہیں اور ہر محاذ پر نت نئے

ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ کسی سے شرک کراتا ہے، کسی کو نفاق میں مبتلا کرتا ہے کسی کو کفر پر ابھارتا ہے۔ کسی سے بدعت کراتا ہے۔ کسی کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بناتا ہے۔ غرض کہ ہر طرف سے اس کے حملے جاری ہیں۔ ان حملوں سے بچنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ آدمی اللہ و رسول کی اطاعت پر کمربستہ ہو جائے۔ اور ہر وقت اللہ کی پناہ مانگتا رہے۔ اس زمانے کا سب سے بڑا فتنہ کفر یعنی انکار ہے۔ اور اب تو دین کی باتوں ہی کا انکار نہیں ہے بلکہ سرے سے خدا ہی کا انکار ہے۔ اور بُرا ہو شیطان کا اس بدترین نظریے کو دو بڑی بڑی حکومتوں کی سرپرستی بھی حاصل ہے اور وہ دن رات اس تبلیغ میں مصروف ہیں کہ معاذ اللہ خدا نہیں ہے۔ اور جس طرح دنیا کی ایک ایک مادی چیز کی تحقیق کرتے ہیں ویسے ہی وہ خدا کے بارے میں تحقیقات چاہتے ہیں۔ حالانکہ مادی چیزوں کی تحقیق میں بھی ابھی وہ الف سے آگے نہیں بڑھے ہیں۔ ایک موٹی سی مثال ان ستاذوں اور تاروں کی ہے۔ جن تک ہماری نگاہوں کی رسائی ہے۔ وہ سارے محققین ان کی تعداد بتانے سے بھی عاجز ہیں۔ اور یہ تسلیم ہے کہ ان میں اکثر ہماری زمین سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک فی صد کی تحقیقات سے نابلد ہیں۔ لے دے کے چاند تک پہونچے ہیں۔ لیکن وہاں کی تفصیلات بھی اب تک نہیں معلوم ہو سکی ہیں۔ چاند تو چھوڑیے زمین ہی کی تحقیقات کب ہو پائی ہیں۔ کس سمندر میں کس قیمتی اور کارآمد شے کا ذخیرہ ہے۔ کس پہاڑ اور کس جنگل اور کس شہر و میدان کے نیچے کونسا قدرتی خزانہ

دفن ہے سب سے ناواقف ہیں۔ اور پھر ذرا سوچئے اور پوچھئے کہ کتنے نظام شمسی ہیں اور ان سب کے بارے میں کتنی معلومات ہو سکی ہیں۔ ایک فی صد بھی تو نہیں ہو سکیں۔ لیکن وجود باری میں اپنی تحقیقات مکمل کر لینے کے مدعی ہیں۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ آج تک وہ روح کا اقرار کرنے کے باوجود اس کی معلومات و تحقیقات سے عاجز ہیں۔ لیکن اس کے خالق کے وجود کے بارے میں محقق ہونے کا دعوا کرتے ہیں۔ ہر چیز کی تخلیق کے بارے میں برابر کرید میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بڑے دعوے سے ساری چیزوں کے وجود کو مادہ کی حرکت سے ثابت کرتے ہیں۔ لیکن مادہ کی تخلیق کیسے ہوئی اور اس میں حرکت کیسے پیدا ہوئی۔ اس جواب سے بالکل عاجز ہیں۔ خدا نہ کرے آپ کی مڈبھیڑ کسی ایسے شخص سے ہو جو معاذ اللہ وجود باری کے انکار کا مدعی ہو تو آپ اس سے پوچھیں کہ یہ میز، کرسی، یہ ریل، موٹر، یہ جہاز و راکٹ تو کسی کے بنائے بغیر نہیں بن پائے۔ مگر سورج، چاند، زمین و آسمان سب از خود کیسے بن گئے۔ ذرا ان سے یہی معلوم کرو کہ مرغی کیسے پیدا ہو گئی۔ اگر وہ کہیں کہ انڈے سے تو معلوم کرو کہ یہ انڈا کہاں سے آگیا۔ اور اب مرغی یا انڈا اسی طرح کیوں نہیں پیدا ہو جاتے جس طرح آپ فرماتے ہیں۔ یہی سوال آپ بہت سی چیزوں کے بارے میں کر سکتے ہیں۔ جانوروں کے تمام جوڑوں کے بارے میں یہی سوال ہو سکتا ہے تمام درختوں کے بارے میں بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ اس کا بیج کہاں سے اور کیسے وجود میں آگیا۔ اور آج وہ طریقہ کہاں چلا گیا جس طریقہ سے درختوں کے بیج پیدا ہو گئے تھے۔

یہ سوالات چاہے کسی کے نزدیک قابل اعتنا ہوں یا نہ ہوں لیکن بہرحال یہ اس بات کے سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ آخر تمام مخلوقات کی تخلیق از خود ہے یا اس کا کوئی خالق ہے پھر ساری مخلوق کا نظام حیات ایسے ہی ہے یا کسی منظم قاعدے کے تحت ہے اگر ذرا بھی عقل ہے تو بہرحال وہ وجود باری کا منکر نہیں ہو سکتا، یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص انکار گناہِ عظیم کی پاداش میں اقرار وجود باری سے محروم کر دیا جائے کہ ؎

خدا کو پا نہیں سکتا خدا کی ذات کا منکر
نہ جب تک دل سے نقش ناتمامی دور ہو جائے
خدا وہ ہے کہ جس کی عظمت و جبروت کے آگے
ہر انساں سجدہ کرنے کیلئے مجبور ہو جائے

لیکن اس کا دل و دماغ ضرور گواہی دیتا ہوگا کہ کوئی خالق ضرور ہے۔ بس آج ہمارا فرض ہے کہ اس فتنہ کے مقابلے کی فکر کریں اور خود نیز اپنی اولاد و متعلقین کو قرآن و سنت کا پابند رکھنے کی انتہائی کوشش کریں۔ اور برابر لگ کر اللہ تعالیٰ سے ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے رہیں۔ اس لیے کہ شیطان کے آگے عقل و طاقت، اور عقلی دلیل و حجت الجھ کر رہ جاتی ہے۔ وہ شکست کھاتا ہے اور مات کھاتا ہے۔ تو بس اللہ کی پناہ ہے جو بندہ اپنے کو بالکل ناتواں و عاجز سمجھتے ہوئے دل سے باری تعالیٰ سے عرض کرتا رہے "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" تو بس اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ پھر اس کی وہاں کچھ بھی نہیں چل پاتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان لعین سے اپنی حفاظت میں رکھے اور ہم سے وہی کام لے جن سے وہ راضی اور خوش ہوتا ہے۔ آمین ثم آمین

افسانہ

دیر ہے اندھیر نہیں

میمونہ تزئین

سلسلہ کے لئے: پھر روتے روتے بولی۔

"حضور معاف کر دیجئے۔ آپ سرکار لوگوں کے لیے دو سو روپے کی کوئی بات نہیں۔ مگر ہم غریبوں کے لیے تو بہت بڑی بات ہے۔

قدسیہ بیگم جو پیشانی پر بل ڈالے اس کی ساری کتھا خاموشی سے سن رہی تھیں یک بیک گرج اٹھیں۔

"بدمعاش کمینی، مجھے بہکانے آئی ہے۔ اتنے دن منہ چھپائے رہی۔ اور اب آئی ہے۔ تو آدھے روپے کم کر کے لائی ہے۔" اب ایک منٹ کی تم خبیثوں کو مہلت نہیں مل سکتی۔"

سرکار... وہ سسک رہی تھی۔

"سب سامان بیچ کر میں لے آئی۔ اب کہاں سے لاؤں، حضور رحم کریں۔"

"دور ہو میرے سامنے سے۔" انھوں نے نفرت، حقارت سے ناک سکوڑی۔

میں تم جیسے غلیظ لوگوں سے بات نہیں کرنا چاہتی۔

سرکار کہاں سے لاؤں روپیہ۔" عورت جیسے تڑپ گئی۔

احمر دروازے پر کھڑا سب سن رہا تھا۔ جب یہ ناقابل برداشت ہو گیا تو پلٹا۔

کمرے میں پہونچ کر اس نے اپنی اٹیچی کی تلاشی لی۔ اور نوٹوں کی گڈی نکال کر بڑبڑایا۔

"میں امی کو سبق دوں گا۔"

اور باہر نکل کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا قدسیہ بیگم کے پاس پہونچ گیا وہ عورت بیٹھی سسک رہی تھی۔

"امی!" اس نے غصے سے کہا۔

"اگر آپ کو صرف دو سو روپے کی خاطر اس قدر ظالم بنا گوارا ہے تو لیجئے یہ.... یہ حاضر ہیں روپے۔"

اس نے روپے ان کے آگے پھینک دیے۔

"احمر۔" وہ چیخ اٹھیں۔

"جی حاضر ہوں۔" احمر طنزیہ بولا۔

"احمر مجھ سے خود سری نہ کرو۔ کیا یہی میری محبت کا صلہ ہے۔ جو تم دے رہے ہو۔ یہی ہے بدلہ تمھیں پال کر بڑا کرنے کا۔

انھوں نے جیسے تڑپ کر کہا۔

"امی۔ آپ خود سوچئے۔ ان کی مدت کچھ بھی نہیں ہے۔ اور پھر دو سو کی خاطر — لاحول ولا قوۃ۔ امی امیروں کے دل میں تو وسعت ہونی چاہیے نہ کہ یہ ظلم —؟ خدارا سوچئے۔

احمر نے درد بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔" وہ ناگوار لب و لہجے میں بولیں۔ "اعلیٰ تعلیم کا یہی نتیجہ ہے؟ ٹھہرو آج تمہارے ابا جان سے کہوں گی کہ صاحبزادے پڑھ لکھ کر جاہل بن گئے ہیں۔"

"امی آپ مجھے جاہل سمجھتی ہیں۔" وہ ہنسا۔

کاش آپ سمجھئے۔ میں کیسے خاموش رہوں۔

اچھا آپ مجھے سمجھانے چلے ہیں۔ اگر تم خاموش نہیں رہ سکتے اور اگر تمہیں ہماری باتیں ناپسند ہیں تو تم فوراً اس گھر سے چلے جاؤ۔ میں ایک منٹ تم جیسے خودسر لڑکے کو یہاں دیکھنا نہیں پسند کرتی۔" وہ جیسے چراغپا ہو گئیں۔

"امی۔ میں تو خود جا رہا تھا۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ آپ نے خود ہی حکم دیدیا ہے، میں آج ہی اس گھر سے چلا جاؤں گا۔

مگر امی اسے نہ بھولئے گا کہ جب بھی آپ کو میری ضرورت پیش آئے گی میں حاضر ہو جاؤں گا۔" احمر نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

اور عورت شرمساری اٹھنے لگی۔

قدسیہ بیگم جو بھری بیٹھی تھیں اچانک پھٹ پڑیں۔

خبیث صورت حرام۔ تو یہاں کیوں آئی۔ مردار ٹھہر جا تجھے بتاؤں گی۔"

عورت گھبرا کر کمرے سے نکل گئی۔

ابراہیم صاحب اور زہرا بیگم کے واپس آئے ہوئے کافی دن گذر گئے تھے

اس دوران میں قدسیہ بیگم کے خط بھی آتے رہے تھے جس میں ایک خط میں انھوں نے اطلاع دی تھی کہ احمر گھر سے نکل گیا۔ ہائے بیچارہ۔ بہت سمجھایا ہوگا ماں کو، تنگ آ کر گھر سے چلا گیا ہوگا۔" زہرا بیگم نے متاسف ہو کر کہا تھا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ اچھا ہوا چلا گیا۔" ابراہیم صاحب نے کہا۔

"بھئی قدسیہ کا یہ لڑکا نالائق نکل گیا ہے۔ اس کے برعکس احسن کیا سعادتمند نیک سمجھدار بچہ ہے۔

"جی ہاں۔" زہرا بیگم جل گئیں۔

"آپ کو تو خوش ہونا ہی تھا۔ طبیعت جو ایک جیسی پائی۔

"ارے احمر جیسا لڑکا انھیں اب مل نہیں سکتا، اب پچھتایا کریں۔" انھوں نے تعریف کی۔

"بھئی تم چپ رہو۔" ابراہیم صاحب نے برا سا منہ بنالیا۔

"میرا تو خیال ہے کہ تم اور احمر ایک جیسے ہو۔ بالکل گاؤدی اور احمق۔"

"اچھا اب بس۔ وہ تنک اٹھیں۔

"آپ جیسے کنجوسوں سے اللہ بچائے۔

"تم سے تو اچھا ہی ہوں۔ اچھا خیر۔ دیکھو ذرا میں باہر جا رہا ہوں تم ملازموں کو ہدایت کر دینا کہ کھانا گرم رکھیں۔"

"اچھا۔" انھوں نے جواب دیا۔

یکایک ایک ملازم اندر آگیا۔

"بی بی حضور۔" وہ بولا

"یہ پرچہ آپ کو سرکار کی بہن نے بھیجا ہے۔"
اس نے زہرا بیگم کو پرچہ تھما دیا۔ اور وہ پرچہ کھول کر پڑھنے لگیں۔
ابراہیم صاحب کی بہن نے ان سے چند سو روپے مانگے تھے — اور لکھا تھا کہ یہ قرض جلد ہی ادا کر دوں گی، بہت ضرورت ہے۔

زہرا بیگم پرچہ پڑھ کر پریشان سی ہو گئیں۔ "کیسے دوں روپے؟ سب کچھ تو یہ اپنے انتظام میں رکھتے ہیں۔" وہ سوچ میں ڈوب گئیں۔

"کیا ہے —؟ یہ پرچہ کیوں انھوں نے بھیجا ہے — لاؤ۔" ابراہیم صاحب پوچھتے ہوئے بولے۔

"کچھ نہیں — ایسے ہی —" زہرا بیگم نے کہنا چاہا مگر ابراہیم صاحب نے ان سے پرچہ لے لیا۔

"لاحول ولا —" انھوں نے پرچہ پر نظر ڈالی اور بڑبڑائے۔ "نہ جانے لوگ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ میرے یہاں خزانہ گڑا ہے۔ جسے دیکھو بس ہاتھ پھیلائے چلا آ رہا ہے۔"

"توبہ — توبہ — ایسا نہ کہئے — آپ کی بہن ہیں۔"

"ہوا کریں بہن — اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر چیز انھیں دیدوں — ان سے کہہ دو —" وہ لڑکے کی طرف مڑے۔ "کہ روپیہ ووپیہ کچھ نہیں ہے۔"

"خدا کے لیے ایسا نہ کیجئے — یوں ہی نہ واپس کیجئے۔" زہرا بیگم پھر بولیں۔

"اجی چپ رہو۔ مجھے تلاش کر کے دم لو گی۔"

ابراہیم صاحب جھلا اٹھے۔ اور کمرے سے نکل گئے۔

دن تیزی سے گزر رہے تھے۔ تین سال کا طویل عرصہ ہو چکا تھا، قدسیہ بیگم سے ملے ہوئے۔ زہرا بیگم ایک بار پھر ان کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بیتاب ہو گئیں تقریباً ایک سال سے ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی خط بند تھے۔

زہرا بیگم نے ابراہیم صاحب سے ایک بار پھر قدسیہ بیگم کے یہاں جانے کا تقاضا کیا۔ شاید وہ بھی یہی سوچ رہے تھے۔ فوراً ہی چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔

"ہاں بھئی — میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ ایک عرصہ ہو گیا ان سے ملے ہوئے۔"

"پھر چلا جائے —" وہ بولے۔

"تو پھر کل روانہ ہو جائیں۔"

"نہیں کل نہیں — پرسوں چلیں گے۔" انھوں نے جواب دیا۔ اور زہرا بیگم خوش ہو گئیں۔

پھر تیسرے دن وہ لوگ روانہ ہو گئے۔

کوٹھی میں سناٹا تھا۔ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ابراہیم صاحب اور زہرا بیگم اندر داخل ہوئے۔

"یہاں اتنا سناٹا کیوں ہے؟ عادل کہاں ہیں؟" ابراہیم صاحب بڑبڑائے۔

اچانک قدسیہ بیگم کمرے سے نکلیں اور انھیں دیکھ کر حیران سی رہ گئیں۔

"زہرا بہن تم —؟ تم کہاں —؟"

وہ ایک دم سے لپٹ گئیں اور بیساختہ رونے لگیں۔

"اے بہن روتی کیوں ہو — کیا بات ہے؟" زہرا بیگم گھبرا گئیں۔

"میں تمھیں سب بتا دوں گی زہرا۔" قدسیہ بیگم نے آنسو پونچھے اور پھر تینوں پلنگ پر بیٹھ گئے۔

"جلدی بتاؤ — قدسیہ — یہ کیا تماشہ ہے۔ کیا تین سال میں سب بدل گیا۔ احسن میاں کہاں ہیں — عادل بھائی بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔" زہرا بیگم نے ایک سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

"ابراہیم بھائی —" قدسیہ بیگم نے سرد سی سانس لی۔

"آپ کے بھائی تو کمرے میں ہیں، معذور، بے کس و بے بس۔"

"یہ کیا ہوا۔" ان کے منہ سے نکلا اور وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔

"زہرا بیگم مبہوت ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"زہرا بہن —" قدسیہ بیگم نے آہ بھری۔

"کیا جانو تم — کہ اس تین سال کے عرصہ میں کیا کیا ہو گیا۔ کون کونسی سزائیں مجھے ملیں۔ اور کیا کیا مصیبتیں ہم پر ٹوٹیں۔ زہرا اب طاقت نہیں ہے کہ اور صدمے اٹھاؤں۔"

مگر — زہرا یہ سب میرے ہی کرتوتوں کی سزا ہے، بہت ظلم کیا تھا۔ میں نے غریبوں پر اور بہت ہنسی اڑائی تھی پریشان حالوں کی، اسی کی یہ سزا ملی کہ تمہارے جانے کے بعد احمر چلا گیا۔ اور پھر احسن میاں گھر سے غائب

رہنے لگے۔ تحقیق سے پتہ چلا کہ حضرت جوا کھیلنے لگے ہیں۔ میں بہت پریشان ہوئی بہت احسن کو سمجھایا کہ اس طرح ہم سب تباہ برباد ہو کر رہ جائیں گے — مگر اس سمجھانے بجھانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک دن احسن میرے تقریباً سارے زیورات لے کر چلتا بنا۔ اور میں دل تھام کر رہ گئی۔

یہ میری سزا کی ابتدا تھی۔ کیونکہ اس کے فوراً بعد سرکار نے جاگیر لے لی اور ہم غریب ہو گئے۔ غریبوں سے میں چڑھتی تھی۔ مگر خود قدرت نے مجھے غریب بنا دیا۔ بہرحال سرکار کی طرف سے گزارہ ملتا تھا۔ اسی میں جیسے تیسے گزر بسر ہم دونوں کرتے تھے۔ ایک دن تمہارے عادل بھائی گزارہ کی رقم لے کر آ رہے تھے کہ ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ اور زخمی ہو کر اسپتال میں بھرتی ہو گئے۔ وہ مہینہ جیسا گزرا میں ہی جانتی ہوں۔ زیور جو کچھ بچا تھا فروخت کر کے علاج کیا۔ لیکن سزا یہی تھی کہ وہ ٹھیک نہ ہو سکے۔ معذور ہو گئے۔ اب وہ بے بس گھر میں پڑے ہیں احمر کا کوئی پتہ نہیں۔ جن غریبوں کو کبھی غریب سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا تھا اور ان پر حسد سے ظلم کیا تھا۔ وہی آج مجھ پر ہنستے ہیں۔ کیونکہ میں ان سے زیادہ بدحال ہوں۔ بھائی بہن کو میں نے الگ کر دیا تھا۔ ان میں جدائی ڈالی تھی۔ تو قدرت نے یہ سزا دی کہ میرے بیٹوں کو مجھ سے جدا کرا دیا تھا۔ اب میں یہ سہنے کے لیے بیٹھی ہوں۔ آہ قدرت کی سزا۔"

"تم ٹھیک کہتی تھیں زہرا۔ "دیر ہے اندھیر نہیں۔"

قدسیہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

زہرا بیگم مبہوت بیٹھی سب سن رہی تھیں۔

مظلوم کی آہ — یہ ہے — قدرت کی لاٹھی بے آواز ہے۔

ان کا دل بھر آیا۔

دفعتاً وہ ہنس پڑیں پھیکی سی ہنسی —

تمہارے لیے چائے بنالاؤں۔ بھول ہی گئی اپنی مصیبتوں میں۔

"نہیں، نہیں تم ابھی بیٹھو، کوئی ضرورت نہیں ہے۔" زہرا بیگم کہتے کہتے رہ گئیں۔ مگر قدسیہ بیگم چلی گئیں۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ لگ رہی تھیں۔

"میرے اللہ کیا یہی دن مجھے بھی دیکھنے ہیں۔" زہرا بیگم نے ان کے جانے کے بعد سسکی سی لی۔ انھیں ساری باتیں ابراہیم صاحب کی یاد آگئیں۔ اور پھر نہ جانے کیا تاثر ان پر طاری ہوا کہ وہ بے اختیار رونے لگیں۔ خدایا ان کا دل پلٹ دے میرے خدا' ان کا دل غریبوں کے لیے موم کر دے۔" وہ روتے روتے دعا مانگ رہی تھیں۔

"بیگم" — دفعتاً ابراہیم صاحب کی آواز آئی۔ اور وہ چونک پڑیں۔ "بیگم رونا بند کرو" وہ دروازے میں کھڑے کہہ رہے تھے۔ "میں بدل جاؤں گا میں نے دیکھ لیا۔ کہ سچ سچ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ تم نے ٹھیک کہا تھا کہ "دیر ہے اندھیر نہیں —" غریبوں کی آہیں رنگ لائے بغیر نہیں رہتیں۔"

اچانک کہتے کہتے ابراہیم صاحب کی آواز بھرا گئی۔ اور وہ مڑے اور چلے گئے پھر قدسیہ بیگم چائے لے کر آگئیں۔

دوسرے دن وہ لوگ گپ شپ میں مشغول تھے۔

زہرا بیگم ابھی ٹھہرنا چاہتی تھیں۔ اور ابراہیم صاحب رکنے پر راضی

نہ تھے۔ اچانک احمر اندر داخل ہوا۔ اور قدسیہ بیگم اسے حیرت سے دیکھتی رہ گئیں۔

"امی جان — السلام علیک۔" وہ ان کے پاس آکر جھک گیا۔

"بیٹے — احمر — تم — تم کیسے آگئے۔" ان کے منہ سے بس اتنا ہی نکلا اور رونے لگیں۔

"کہاں چلے گئے تھے بیٹے؟" قدسیہ بیگم نے روتے روتے پوچھا۔

"ہاں — احمر تمہیں اس طرح گھر سے نہ چلا جانا چاہیے تھا۔" زہرا بیگم نے ملامت کی۔

"خالہ جان میں اس پر مجبور ہو گیا تھا۔" احمر بولا۔

"مگر میں پھر بھی یہاں کی پل پل کی خبر لے رہا تھا۔ بس موقعہ کی تلاش میں تھا دراصل مجھے اسی کی تو خوشی ہے کہ امی بدل گئیں۔ ورنہ میں نہ آتا' اور امی آپ وہ ان کی طرف مڑا — "گھبرائیے نہیں امی — آپ کی مصیبتوں کے دن انشاءاللہ اب کٹ جائیں گے کیونکہ اب آپ بدل گئیں۔ میں انشاءاللہ خود ابا جان کا علاج کروں گا۔ ابا جان تو کمرے میں ہوں گے؟ اس نے پوچھا — اور اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔

اس کے اٹھتے ہی قدسیہ بیگم بیساختگی میں اپنے مالک کے آگے جھک گئیں ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے — نہ جانے یہ آنسو ندامت کے تھے یا خوشی کے۔؟

ختم شد

ہماری ڈاک

ادارہ

ہمارے استفسار پر دارالافتاء دیوبند سے جناب مفتی سید احمد علی سعید صاحب اور جناب مفتی نظام الدین صاحب نے فرمایا:-

"رولڈ گولڈ کے زیورات عورتیں استعمال کرسکتی ہیں۔ لڑکیاں بھی استعمال کرسکتی ہیں۔"

"بچوں کو چاندی کی انگوٹھی کے سوا دوسری دھات کی انگوٹھی استعمال نہ کرائی جائے۔"

خورشید عالم صاحب $\frac{92}{137}$ پیرامن پور، دہ کان پور

آپ کے پرچے برابر مل رہے ہیں۔ اللہ رب العزت آپ لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اچھا صلہ عطا فرمائے۔ اگر سالنامہ کا اضافہ کردیا جائے اور وہ موقع رمضان المبارک کا رکھیں تو اچھا ہے۔

صالحہ خاتون حیدرآباد

ماشاء اللہ آپ کا "رضوان" برابر مل رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ حضرات کو جزائے خیر دے کہ آپ اس زمانے میں ایسا پرچہ نکال رہے ہیں۔ جو خالص دینی ہے۔ میری تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس پرچہ کو اپنی بہن بیٹیوں کو پڑھنے کی ہدایت کریں اور ان کے لیے مہیا کرنے میں ان کی مدد کریں

جہاں نما

سید سلمان

کوہ تہذیب کی چوٹی:- نیویارک ۲۰ جون کو شہر نیویارک کے ایک ہوٹل میں ایک ۷۰ سال کی سن رسیدہ عورت کا کرولی کے زخموں سے چور جسم پاگیا۔ یہ مہذب ہوٹل مہذب نیویارک کے بیچ بیچ واقع ہے اس دراز سن بوڑھی عورت کے کپڑوں میں ۴۲ ہزار ڈالر پائے گئے، یہ جس محلہ میں رہتی تھی، وہاں اس بات میں مشہور تھی کہ یہ جہاں بھی جاتی ہے اس کے ساتھ خاص ضرورت کی چیزوں سے بھرے دو بیگ بھی ہوتے ہیں۔

یہ ہے خبر! اس بوڑھی عورت کو کس نے مارا؟ کیوں مارا؟ مجرم کو تحقیق کی گئی یا نہیں؟ ان میں سے کسی چیز کا ذکر نیوز ایجنسی نے نہ کیا۔ ذکر بھی کیا تو ڈالر بے چاری بوڑھی کے پاس اور چیز تھی بھی کیا۔ الامان اس ہوس رانی سے، الحفیظ اس زر پرستی سے۔

ایجاد کی دنیا میں ایک اور اضافہ: لندن۔ آج کل برطانی سائنس داں جہاز کے اضافی ایندھن کے لیے ایک ایسے مادہ کو وجود میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں جو جہاز کے جلنے اور بھسم ہو جانے کے خطرہ کو روک دے۔ کیمیائی کارخانہ امپیریل کا کہنا ہے کہ سائنس داں حضرات نے ایک ایسے مادہ کا انکشاف کیا ہے جس کے چند قطرے جہاز کے جلنے یا پھٹ جانے کے لیے تریاق ہیں۔

کچھ تو دوست کو اپنے دوست کا حق ادا کرنا چاہیے تھا، لندن اگر ایک کپی تیل ہمارے دیش کو بھی دے دیتا تو کیوں جہاز پھٹتا، کیوں جلتا، کیوں جانیں جاتیں لیکن بابائے وفائی کا شکوہ کیجیے یا کمیونزم زدوں کو یقین دلایئے کہ ایک اللہ ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی سب کچھ کرتا ہے۔

خودکشی، کیوں ـ؟: نیویارک، جنگ کے ان امریکی قیدیوں میں سے جن کو ہونولو سے منتقل کیا جارہا تھا ایک قیدی چھٹ نکلا اور خودکشی کرلی۔ یہ فضائیہ کا کپتان تھا ایڈورڈ برنو اس کا نام تھا۔ اس نے خودکشی اس طرح کی کہ اپنا سر پلاسٹک کے ایک بیگ میں ڈال کر تنفس کا راستہ بند کردیا اور موت کے گھاٹ اپنے

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

ہاتھوں اترا۔ اس کی عمر ۳۳ سال تھی۔ شادی شدہ تھا۔ خودکشی سے پہلے اس نے کاغذ کے ایک پرزے پر وہ اسباب لکھ دیئے تھے جن کی وجہ سے اس نے موت کو زندگی پر ترجیح دی۔

ایک سبب یہ تھا: زندگی محال:

"جی ہاں! جب خدائے حی و قیوم کو یکسر بھلا دیا جاتا ہے۔ جب فانی مادی کائنات سے رشتہ جوڑ لیا جاتا ہے تو زندگی آنکھوں میں اندھیر ہو جاتی ہے" آہ! یہ انسان کی خدا فراموشی اسے خود فراموش بنا کر ہی رہتی ہے

بہترین چائے کا قابل اعتماد مرکز

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

نمبر ۴۴ حاجی بلڈنگ ایس وی ڈی روڈ منڈل بازار بمبئی نمبر ۳

اسپیشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپیشل ممری	گولڈن ڈسٹ
فلاوری او پی	ہوٹل مکسچر

TELE GRAM. CUP KETTILE.

TELE PHONE NO 332220

میرے پسندیدہ اشعار

محمد اسحٰق منصور پوری

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

جو سچ پوچھو تو شاد اپنے کئے کچھ بھی نہیں ہوتا
خدا کی دین ہے انسان کا مشہور ہو جانا

احسان ناخدا کے اٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں

نہ گھبرا جوش طوفاں سے خدا پہ چھوڑ کشتی کو
پہنچ ہی جائیںگے اے دل اگر قسمت میں ساحل ہے

ہزار وہم سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے مجھے شکار کرے

امیدیں جب بڑھیں حد سے طلسمی سانپ ہیں زاہد
جو توڑے یہ طلسم اے دوست گنجینہ اسی کا ہے

صدقے ہزاروں عالم اس سطح نظر کے
یک گھر بنا رہا ہوں دنیا خراب کر کے

صورت تری معیار کمالات بنا کر
دانستہ مصور نے قلم توڑ دیا ہے

رخ مصطفےٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کے حسن خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

خدا کی نعمتیں

ناریل

ہارون رشید صدیقی

ناریل مشہور پھل ہے بعض لوگ اسے کھوپرہ بھی کہتے ہیں۔ ساحل سمندر پر اس کے باغات ہیں۔ ہندوستان کے پورے ساحل پر اس کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ جب اس کا پھل تیاری کے قریب ہوتا ہے اسی وقت سے اس کا استعمال شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر پانی بھرا ہوتا ہے لوگ اسے بہت ہی شوق سے پیتے ہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ناریل کا پانی معدہ کی حدت دور کرنے میں بہت ہی مفید ہے۔ پانی نکال لینے کے بعد اس کے اندر کچھ جما ہوا گودا بھی ہوتا ہے، اسے بھی لوگ شوق سے کھاتے ہیں۔ پھر جب ناریل بالکل تیار ہو جاتا ہے تو اس کو توڑ کر اس کا کچا گودا بھی شوق سے کھایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا مزا بہت ہلکا میٹھا ہوتا ہے، ساحلی لوگ اس کچے ناریل کو تقریباً ہر سالن میں استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کی چٹنی بناتے ہیں۔ ان کا دسترخوان ناریل کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا ہے۔ پھر یہی ناریل جب سوکھ جاتا ہے تو اسے توڑ کر مسلم گولا نکال لیتے ہیں جسے گری بولتے ہیں۔ اس گری کا شمار میوہ جات میں ہوتا ہے۔ اور حلوہ جات اور مٹھائیوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ایسے بھی کھاتے ہیں۔ بہت ہی خوش مزا ہوتا ہے۔ اس کا تیل نکال کر کھاتے بھی ہیں اور سر میں لگاتے بھی ہیں

اللہ تعالیٰ نے ناریل میں بھی عجیب عجیب خواص رکھے ہیں۔ چنانچہ حکماءؒ نے لکھا ہے کہ ناریل کثیر الغذا ہے، سینہ کو نرم کرتا ہے، خون صالح پیدا کرتا ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ گردہ کو قوت بخشتا ہے، بینائی کو بڑھاتا ہے، معدہ کو قوت دیتا ہے، دماغ کو تیز کرتا ہے۔ بینائی اور دماغ کے لیے ۲۵ گرام گری (ناریل) مصری کے ساتھ کسی بھی وقت روزانہ استعمال کرے۔ حاملہ عورت زمانہ حمل میں اگر روزانہ ۵۰ گرام گری مصری کے ساتھ استعمال کرے تو خود اس کی صحت ٹھیک رہے اور بچہ تندرست و خوبصورت پیدا ہو۔ بچہ جب دودھ چھوڑ دے تو اس کو روزانہ پانچ سے دس گرام تک گری استعمال کراتا رہے تو بچہ چیچک کے موذی مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔

بالوں میں ناریل کا تیل استعمال کرنے سے بال بڑھتے ہیں اور دماغ کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ ناریل کا تازہ تیل بچوں کی کالی کھانسی میں مجرب ہے تین تین گرام دن میں تین بار پلائیں۔ دس بارہ روز کے استعمال سے انشاء اللہ مکمل آرام ہو جائے گا۔ پلاؤ کھانے کے بعد تھوڑی گری کھائیں تو پلاؤ بآسانی ہضم ہو جاتا ہے۔ چونے سے منہ یا زبان کٹ جائے تو گری کھا لینے سے فوراً آرام مل جاتا ہے۔

"ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" مصنفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی
اس کا انگریزی ترجمہ غیر مسلم حضرات کو بھیجئے۔
ملنے کا پتہ: مکتبہ رضوان لکھنؤ

۳۶۱
۵۷۴۴۲

تمباکو

ہارون رشید صدیقی

برسات کے موسم میں جب لوگ بھیگ جاتے ہیں۔ یا جاڑوں میں جب سرد ہواؤں سے دو چار ہوتے ہیں۔ تو تمباکو نوش چند کش لگا کر بڑا لطف محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح کام کرتے کرتے تھک جانے والے ذرا رک کر جب بیڑی سگریٹ یا حقہ سے شغل فرما لیتے ہیں تو ان کو ایسا لگتا ہے کہ تکان دور ہو گیا۔ لیکن یہ بے چارے تمباکو نوش یہ نہیں جانتے کہ وہ تمباکو نہیں، بلا نوش فرما رہے ہیں۔ سردی کی حالت میں تمباکو کے زہر نے خون میں حدت پیدا کر کے بظاہر گرمی پہنچا دی لیکن اس نے قلب و دماغ اور اعضائے رئیسہ کو کیا نقصان پہنچایا۔ اس کا ان کو اندازہ نہیں۔ اسی طرح تکان کی حالت میں تمباکو کے زہر نے احساس تکان کو اس کے گمان کے بموجب بھلا ضرور دیا لیکن اس نے خون کے سرخ و سفید ذرات کو ان کی بینائی و بصارت کو اور پھیپھڑوں کو کیا نقصان پہنچایا۔ اس کا انھیں علم نہیں۔ تمام تمباکو پینے والوں، کھانے والوں اور سونگھنے والوں غرض کہ جس طرح سے بھی اسے استعمال کرتے ہوں ان سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بات پوری طرح محقق ہو چکی ہے کہ تمباکو میں کئی قسم کے زہر پائے جاتے ہیں۔

نکوٹین، پروسک اسیڈ۔ ایکسرولین۔ نکوٹے ٹین، فرفیورل۔ نکوٹین سے خون کے سرخ و سفید جیسے ریڈ اینڈ وہائٹ کارپسلن کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور اپنا کام صحیح طور پر انجام نہیں دے پاتے جس کے سبب طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پروسک اسیڈ دردِ سر پیدا کرتا ہے۔ ایکسرولین دماغ کو مختل اور بینائی کو کمزور کرتا ہے۔ فرفیورل پٹھوں کو ضعیف اور دماغ کو کمزور کرتا ہے۔ اور آدمی چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نقصانات ہیں جیسے کند ذہنی، نسیان، صرع، خفقان، بے خوابی، اختلاج سرطان، کھانسی، دمہ، فالج، نامردی، بدہضمی، بھوک نہ لگنا۔ وغیرہ وغیرہ

پس جب تمباکو میں اتنے نقصانات ہیں تو پھر اس کے استعمال سے سخت گریز کرنا چاہیے اور انتہائی کوشش کرنا چاہیے کہ پہلی فرصت میں اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اور اگر خدا نہ خواستہ پوری طرح چھوڑنے پر قدرت نہ ہو تو جس قدر کمی کر سکیں کریں۔ بیڑی، سگریٹ، حقہ کی بہ نسبت زیادہ مضر ہے۔ بیڑی سگریٹ چھوڑ کر حقہ پر آ جائیں۔

پان میں کچھ مصلح چیزیں ہیں۔ پان استعمال کرنے لگیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حقہ میں تمباکو پینے اور پان میں کھانے سے تمباکو کا نقصان جاتا رہتا ہے۔ نقصان رہتا ہے۔ نسبتاً کم ضرور ہو جاتا ہے اس لیے مناسب تو یہی ہے کہ اس کے بالکل چھوڑ دینے کا ارادہ کریں اور اگر خود نہیں کر سکتے تو اپنے نونہالوں کو تو اس سے بچانے میں کوئی دریغ نہ کریں۔ ان کو اس کی برائیاں پوری طرح سمجھائیں۔ بس ذرا فکر کی ضرورت ہے۔

سوال جواب

آپ پوچھیں ہم جواب دیں

مولانا خطیب احمد ندوی

محمد عبیداللہ صاحب مدراس ۳

س: امام سے فرض نماز میں قرات میں غلطی ہو تو مقتدی کے لقمہ دینے سے کیا مقتدی کی نماز باطل ہو جاتی ہے؟

ج: نماز باطل نہ ہوگی۔

بشیر فاطمہ، بجنور، کرت پور

س: کیا زکوٰۃ کے پیسے سے کوئی دینی رسالہ جیسے رضوان، اسلامی اسکول کے نام جاری کرا دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

ج: زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے زکوٰۃ کی رقم کا مستحق زکوٰۃ کو مالک بنا دینا ہے۔

س: والدین کا نان ونفقہ غریب اولاد پر ہے یا نہیں جب کہ وہ عیالدار ہو اور والدین پر خرچ کرنے پر اس کے بیوی بچوں کو تکلیف اٹھانی پڑے۔

ج: والدین اگر معذور ہیں اور ان کے پاس کچھ نہیں ہے تو غریب اولاد

جیسا کہ اپنی اولاد پر صرف کرتی ہے۔ ان پر بھی صرف کرے۔

س: پرانی مسجد اگر نئی بنائی جائے اور اس کا پرانا سامان جیسے لکڑیاں کچی اینٹ وغیرہ جو اس مسجد کے کام میں نہ آسکیں تو ان کو نیلام کرکے اس کی رقم مسجد میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں۔ اور خریدنے والا مسجد کی اشیا اپنے گھر کے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس سامان کی مسجد میں کبھی ضرورت نہ پڑنے کا یقین ہو تو اس کو فروخت کرکے اس کی آمدنی مسجد میں صرف کردے۔ اور خریدار اس کو اپنے مکان وغیرہ میں استعمال کرسکتا ہے۔

ضیاء اللہ صدیقی خان پور۔ اٹاوہ

س: بیوی کا انتقال ہوا۔ اور اس کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ تو کیا اس کا جہیز وغیرہ اس کے میکے واپس ہو جائے گا۔ یا شوہر کو ملے گا۔

ج: جہیز جو کہ والدین نے اپنی لڑکی کو دیا ہے۔ وہ اس کا ترکہ ہے اس میں سے آدھا شوہر کو ملے گا اور نصف میں اس کے ماں باپ اور بھائی وغیرہ وارث ہوں گے۔

دو کتابیں

ہمارے حضورؐ ۱/- قرآن آپ سے کیا کہتا ہے ۵/-

فہرست مفت طلب فرمایئے

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ رضوان لکھنؤ

نیک بیوی کی صفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

★ ایک صاحب ایمان کے لیے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

ابن ماجہ

★ نیک عورت کے صفات یہ ہیں۔ کہ جب اس کو حکم دیا جائے تو وہ اس کی تعمیل کرے۔ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے۔ اس کو قسم دی جائے تو اس کو پورا کرے۔ اگر خاوند کہیں چلا جائے تو اس کے پیچھے اپنی عصمت اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔

ابن ماجہ

★ جس عورت نے اس حال میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ بہشت میں جائے گا۔

ترمذی

★ جس عورت نے پانچ وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے روزے رکھے۔ اور اپنے نفس کی حفاظت کی، اپنے خاوند کی اطاعت کرتی رہی، تو یہ عورت جنت کے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہوگی۔

ابن حبان

رضوان کے خریدار بنئے

اس کے پڑھنے سے آپ اور آپ کے بچوں کو دینی معلومات ہونگی